''خدا کے لیے'' خدا سے ڈرو

مولانا محمد ولی رازی

خدا بھلا کرے کاشف حفیظ صدیقی صاحب کا کہ شعیب منصور کی فلم ''خدا کے لیے'' کا ایک مختصر جائزہ چار قسطوں میں پیش کر دیا۔ جس سے اس فلم کی کہانی اور اس کے پیغام کا ایک واضح خاکہ سامنے آیا۔ اس جائزہ میں کاشف حفیظ صاحب نے اس کے چند مکالمات بھی نقل کیے ہیں اور کہانی کا مختصر خلاصہ بھی۔ یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا شعیب منصور نے یہ کہانی اور مکالمے لکھے ہوں گے۔ اس اخباری تجزیئے سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس کہانی کا مصنف کون ہے؟ میرا خیال تھا کہ شعیب منصور کا تعلق صرف فلم کی پروڈکشن اور ہدایت کاری سے ہوگا۔ لیکن تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی اس کے مصنف، ہدایت کار اور فلمساز ہیں۔

پی ٹی وی سے میرا تعلق اتنا ہی پرانا ہے جتنا ٹی وی سے پی ٹی وی کا۔ شعیب منصور نے پی ٹی وی سے جو ڈرامے اور ڈرامہ سیریلز پیش کیے وہ بہت مقبول اور کامیاب تھے۔ ان میں سے ہر پیشکش ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظہر تھا۔ اسی حوالے سے ان کو ایک ذہین اور باصلاحیت پروڈیوسر کے طور پر جانتا تھا۔ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے میری اگر کبھی کوئی ملاقات ٹی وی اسٹیشن میں ہوئی ہو تو مجھے یاد نہیں، میرا یہ تاثر ان کی مقبول پیش کشوں کی بنیاد پر ہے۔ اخبارات میں اس فلم کو کی شہرت اور مقبولیت نے ان کی غیر معمولی ذہانت اور صلاحیت کو ثابت بھی کر دیا ہے۔

مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ کہانی کا مصنف، ہدایت کار، اور فلمساز شعیب منصور ہی ہے تو میرے دل و دماغ میں ایک زلزلہ سا آ گیا۔ ایسی ہی تکلیف ہوئی جیسی اس وقت ہوتی جب میرا بیٹا اپنی ذہانت اور صلاحیت کا پل بنا کر ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کی کوشش کرتا۔ ذہانت اور صلاحیت اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمتیں ہیں جن کو اگر صحیح استعمال کر لیا جائے تو ابدی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ لیکن اگر یہ غلط استعمال ہوں تو بے صلاحیت اور غیر ذہین لوگوں سے زیادہ خود کو تباہ کرنے والی ہوتی ہیں۔

یہ زمانہ فتنوں کا زمانہ ہے اور ان فتنوں کی خبر ہمارے محسن اعظم ہادیٔ عالم ﷺ نے اپنی امت کو اس وقت دے دی تھی جب ان فتنوں کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ یہود و نصاریٰ یہ کام صدیوں سے کرتے آئے ہیں۔ اور اب زیادہ آزادی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض نام نہاد مسلمان بھی یہ کام کرتے رہے ہیں اور آج کل تو روشن خیالی کے نام پر ہر شخص کو کھلی چھوٹ ہے کہ وہ میڈیا پر آ کر اس اسلام کو جو رسول کریم ﷺ پر نازل کیا گیا اس کو رجعت پسند اور تنگ نظری، کا طعنہ دے کر اپنی پسند کا اسلام پیش کرے۔ یہاں میں یہ عرض کر دوں کہ میری اس تحریک کا مقصد محض مخالفانہ تنقید نہیں ہے۔ بلکہ دکھی دل کے ساتھ، خیر خواہی اور ہمدردی کے اس جذبے کا اظہار ہے جو ایک دردمند دل کو اپنے ایک ذہین اور قابل مسلمان ـ

لیے ہونا چاہیئے۔

شعیب منصور تم مسلمان ہو۔ (الحمدللہ) اور اپنے مسلمان ہونے پر فخر بھی کرتے ہو۔ تمہارا ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں۔ تم یہ بھی مانتے ہو کہ مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ تمہارا یقین ہے کہ آخرت کی زندگی ابدی اور نہ ختم ہونے والی ہے۔ یہ زندگی یا تو ایسی بے مثال خوشیوں اور نعمتوں کی زندگی ہوگی۔ جس میں کوئی رنج والم پاس نہیں آئے گا۔ نہ بیماری ہوگی۔ نہ پریشانی اور ایسی نعمتوں سے پر ہوگی جس کا تصور بھی ان حواس خمسہ سے نہیں کیا جاسکتا اور یا پھر دوزخ کے ختم نہ ہونیوالے عذاب کی دردناک اور دائمی پچھتاوے کی زندگی ہوگی۔ وہاں کے کم ترین عذاب کا بھی کوئی تصور اس دنیا میں نہیں کیا جاسکتا۔ پچھتاوؤں اور کرب واذیت کی یہ زندگی بھی دائمی ہوگی۔ یہ بھی تمہارا ایمان ہے کہ ہر جاندار کو ایک معین وقت پر مرنا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے آج تک دنیا میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ یہ معین وقت کب آجائے گا یہ بھی کسی کو معلوم نہیں۔ کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ تم ایک دن، ایک ہفتہ، ایک مہینہ، ایک سال یا دس بیس سال زندہ رہو گے؟

شعیب منصور! تھوڑی دیر کے لیے اور "خدا کے لیے" اپنی شہرت، اور اس فلم کے ذریعے برستی ہوئی دولت سے نظر ہٹا کر آنکھ بند کر کے اپنے آپ سے پوچھو کہ جو حقیقتیں اوپر بیان ہوئی ہیں تم ان سب کو مانتے ہو یا نہیں۔ اس کے تین جواب ہو سکتے ہیں۔ 1۔نہیں مانتے، 2۔ان میں سے بعض کو نہیں مانتے، 3۔سب کو مانتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پہلے جواب سے تمہارا انکار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ پہلا جواب ہے تو پھر آپ میرے مخاطب نہیں ہیں، قرآن کریم کی اس آیت کے مخاطب ہیں (اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب مسلمانوں کو اس حالت سے ہمیشہ محفوظ رکھے)

"بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں، برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بند لگا دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں پر، اور ان کے کانوں پر، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کیلئے عظیم عذاب ہے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 7،6)

میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ کا جواب یہ بھی نہیں ہوگا کہ ان میں سے آپ بعض کا انکار کرتے ہیں اور بعض کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر حقیقت پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس لیے میں اپنی بات اس تیقن کے ساتھ آگے بڑھاتا ہوں کہ آپ ان تمام حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

"اس وقت میڈیا پر آپ کی اس فلم کی دھوم ہے۔ آپ کی خداداد صلاحیتوں کے گن گائے جا رہے ہیں دولت آپ کے قدم چوم رہی ہے۔ آپ اپنی اس "کامیابی" کے نشے میں کسی وعظ ونصیحت کو خاطر میں لانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ اب ایک سوال آپ سے کرتا ہوں؟ کیا واقعی آپ اس اسلام پر یقین رکھتے ہیں جو خدا کے صریح احکام کے خلاف "خدا کے لیے" میں پیش کیے گئے ہیں؟ اگر ہاں تو اسلام کے ایک طالب علم کا آپ کو یہ بتانا دینی فریضہ ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین اور ان پر نازل شدہ نسخہ کیمیا قرآن کریم پر بہتان باندھنے کا سنگین جرم کر چکے ہیں۔ اگر یہ جرم غفلت اور لاعلمی کا نتیجہ ہے تو راستہ بند نہیں ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ "خدا کے لیے" اپنی غلطی کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

اس فلم کا جو خلاصہ اور جو کلمات (مکالمے) میرے علم میں آئے ہیں ان کا حاصل یہود و نصاریٰ کی طرف سے تیار کیا ہوا وہ پلان ہے جس کا کچھ اندازہ ان لوگوں کو ہے جنہوں نے رینڈ کارپوریشن کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ آپ نے تو شاید رینڈ کارپوریشن کا نام بھی نہ سنا ہو۔ اور نہ اس پلان سے واقف ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ لاعلمی میں رینڈ کارپوریشن کا آلہ کار بن رہے ہوں۔ اور وہ آپ کی صلاحیتوں کو آپ ہی کے خلاف استعمال کررہے ہوں۔

اس فلم میں آپ نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہت سے مسلمہ مسائل کو ایک ہی حملے میں اسلام سے خارج کردیا۔ دین کی نئی اور ماڈریٹ تشریح دراصل دین میں تحریف کا دوسرا نام ہے۔ موسیقی کی تبلیغ اور اس کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزے سے دلیل لانا رسول اللہ ﷺ کے ان تمام احکام کی توہین ہے جو موسیقی کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ موسیقی، پردہ، داڑھی خلوط اجتماع اور لباس وہ موضوعات ہیں جن میں اسلام کے امتیازی اصول قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ پردہ اور داڑھی اسلام کے شعار ہیں۔ ان کا مذاق اڑانا اپنے دین اور ایمان کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔ اس فلم کے چند مکالمے یہاں نقل کئے گئے ہیں۔ خدا کے لئے ان میں چھپے ہوئے زہر کو سمجھنے کی کوشش کیجئے :

۱۔ افسوس صد افسوس! ہم نے مذہب اور معاشرت کو آپس میں کیسا گڈمڈ کردیا ہے۔ لباس کا تعلق معاشرت سے ہے مذہب سے بالکل نہیں۔

کیا شعیب منصور تم بھی اسلام کو عیسائیت کی طرح چرچ میں قید ایک ایسا مذہب سمجھتے ہو جس کی حکومت صرف مسجد تک ہے۔ باہر نہیں؟ اگر ہاں! تو اس غلط خیال سے توبہ کرلو۔ اسلام کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سیاست، تجارت، زراعت، ٹیکنالوجی، معاشرت، معیشت ان سب شعبوں میں اس کے واضح احکامات موجود ہیں۔

۲۔ آج کل کی اکثریت داڑھی نہیں رکھتی۔ اس لیے نفسیاتی طور پر اس کا جواز ڈھونڈھتی ہے۔ اور ہر اس بات کو قبول کرلیتی ہے جو داڑھی منڈانے کو گناہ قرار نہ دیتی ہو۔ داڑھی مذہبی معاملے سے زیادہ فطری ہے۔ مرد کی زینت داڑھی اور مونچھ ہے۔ داڑھی منڈانے کا ہر طریقہ صرف ڈیڑھ سو سال سے بھی کم پرانا ہے۔ ورنہ بالتخصیص ہندو، مسلمان، یہودی، عیسائی، بت پرست سب داڑھی رکھتے تھے اور جس کو ذلیل کرنا ہوتا تھا اس کی داڑھی مونچھ مونڈھ کر گدھے پر سوار کرکے شہر میں گھمایا جاتا تھا۔ داڑھی رکھنا رسول اللہ ﷺ کی تاکیدی سنت ہے۔ اور بعض حدیثوں میں منڈانے والوں پر لعنت کے الفاظ آئے ہیں۔

ہمارے اس روشن خیال دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ س کی بے سروپا تاویل کرکے اس کو جائز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے لوگ بھی گناہ کرتے تھے۔ لیکن گناہ کو گناہ سمجھ کر شرمندہ رہتے تھے۔ اس لیے اکثر لوگوں کو توبہ نصیب ہوجاتی تھی، خدا کے لیے اپنے گناہ کو گناہ تو سمجھ لو۔ خدا سے خدا کے لیے سرکشی تو اختیار نہ کرو۔ باغیوں میں تو اپنا نام نہ لکھواؤ۔ جس رسول ﷺ سے محبت اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اس رسول ﷺ کے احکامات کا مذاق نہ اڑاؤ۔ شاید کسی وقت احساس گناہ توبہ تک لے آئے اور نجات کا دروازہ بند نہ ہو۔

☆......☆......☆